مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی
مدرس جامعہ ابوھریرہ

امت مسلمہ کیلئے مغرب سے واقفیت ضروری ہے

ایتھنز (Athens) کے میلے میں ایک مصور کا شاہکار نصب کیا گیا اور لوگوں کی رائے مانگی گئی، مصور نے انگوروں کا ایک خوشہ بنایا جسے انسانی ہاتھ نے اپنی گرفت میں لے رکھا تھا انگور اصل سے اس قدر مماثل تھے کہ پرندے ان انگوروں پر چونچ مارنے کیلئے بار بار آرہے تھے۔ یونان میں اس شاہکار کے چرچے ہوگئے ہر ایک مدح سرا تھا دوسرے دن ایک شخص نے اس شاہکار کو باطل قرار دیا اس کا کہنا تھا کہ اس تصویر میں بہت بڑا عیب ہے ہاتھ نقلی ہے پرندوں نے نقلی ہاتھ کو پہچان لیا اگر یہ اصلی ہوتا تو پرندے کبھی انگور پر چونچ مارنے کی جرأت نہ کرتے جو مصور اصلی انگور بنا سکتا تھا وہ اصلی ہاتھ کیوں نہ بنا سکا یہ اسکے فن کا نقص ہے۔اس تنقید نے یونان کو ہلا کر رکھ دیا کئی روز تک اس نقد کے چرچے رہے دو ہفتے بعد ایک نقاد نے اس تنقید کا جائزہ پیش کیا۔اس کا خیال تھا کہ مصور نے تضادات کے ذریعے کمال فن کا مظاہرہ کیا ہے نقلی ہاتھ اس مہارت سے بنایا کہ پرندے اس ہاتھ کی حقیقت سے واقف ہوگئے حالانکہ انسانی آنکھ بھی بظاہر اس ہاتھ کو اصل سمجھ رہی ہے اگر پرندوں کیلئے اصلی ہاتھ کے مماثل ہاتھ بنایا جاتا تو لوگ انگوروں پر چونچیں مارنے کیلئے حسین منظر سے محروم ہوتے اور یہ شاہکار لوگوں کی توجہ کا مرکز ہی نہ بنتا اور نقلی انگور اس کمال سے بنائے کہ پرندوں نے اس پر نقلی ہونے کے باوجود اصل کا گمان کیا حالانکہ یہی پرندے نقلی ہاتھ کو پہچان گئے تھے جبکہ انسانوں نے ہاتھ بھی اصل کے مماثل جانا، مصور نے اس فن پارے کے ذریعے یہ بھی بتایا کہ پرندوں کی حسی صلاحیتیں انسانوں سے بہت بہتر ہوتی ہیں۔ تضادات کے ذریعے مصوری کمال فن ہے۔اس تنقید نے یونان میں زلزلہ پیدا کردیا اگلے کئی ماہ اس نقد کا غلغلہ برپا رہا۔غرض اس تصویر پر کئی معترضین نے اعتراضات کیئے لیکن سوال یہ ہے کہ منشائے تصویر کون بتائیگا؟ مصور یا نقاد؟ منشائے کلام کون بتائیگا متکلم یا کوئی اور یا اس کا نامزد فرد؟ ایک ہی حقیقت کی ایک ہزار تشریحات ہوسکتی ہیں لیکن کون سی تشریح حقیقت ہے؟ اس کا تعین، فیصلہ کیسے ہوگا؟ کلام اللہ اور کلام رسول ﷺ کی تشریح وتوضیح وتوجیہہ وتفسیر اللہ تعالیٰ کے نامزد رسول، انکے صحبت یافتہ اصحاب اور دین کی روح سے آشنا صلحائے امت کرینگے یا کوئی بھی ایرا غیرا یہ کام کریگا؟ فقہائے عابدین اس کی تشریح کرینگے اور تشریح بہر حال انسان کرینگے تو خطا کا امکان رہیگا لہٰذا اس امکان کا ازالہ اسلامی علمیت، منہاج، تہذیب وتاریخ میں اجماع سے کیا گیا ہے کیونکہ تشریح میں عقل انسانی استعمال ہوگی افراد کی عقل انفرادی

سطح پر غلطی کر سکتی ہے لیکن امت کے فقہائے عابدین کی اکثریت اجتماعی غلطی نہیں کر سکتی اسلئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ امت کا اجماع کسی غلط بات پر نہیں ہو سکتا۔ اسلئے رسالت مآب ﷺ نے کسی غلطی سے بچنے کیلئے ہدایت فرمائی کہ فقہائے عابدین سے مشورہ کرو، روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ ''ہمیں کوئی ایسا معاملہ پیش آئے جسکے متعلق کوئی صریح حکم یا ممانعت قرآن وسنت میں موجود نہ ہو تو میرے لئے کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس سلسلے میں عبادت گزار فقہاء سے مشورہ کرو خود اس میں کوئی خاص رائے قائم نہ کرو (مجمع الزوائد، ۱؍۱۷۸)

اس امت میں جب بھی لوگوں نے رسالت مآب ﷺ کے اس حکم سے انحراف کیا ٹھوکر کھائی، اسلامی سائنس، اسلامی بینکاری، اسلامی معاشیات، اسلامی جمہوری سیاست اور نکاح المیسار یعنی متعہ کے ذریعے اسلامی معاشرت اسکی زندہ مثالیں ہیں۔ بالکل اسی طرح مغرب سے آنے والی اصطلاحات اور نظریات کا اصل مطالب مغرب کے فلسفی، ان کے دانشور اور ان اصطلاحات کے موجد ومصنف بتائیں گے اسکے بجائے ان مغربی اصطلاحات کا ترجمہ کر کے انکی اسلام کاری کر لینا ایک غیر علمی رویہ ہے مثلاً مغرب میں فریڈم بینکنگ، فنانس، اکنامکس، مساوات Tolerance Democracy پروگریس، ڈیویلپمنٹ، فریڈم آف ایکسپریشن وغیرہ کا مطلب وہ قطعی نہیں ہے جو ہمارے بعض مذہبی سکالر اردو ترجمہ کر کے بیان کرتے ہیں لہذا مغربی اصطلاحات کا اصل مفہوم سمجھنے کیلئے ہمیں مغرب کے بڑے فلسفیوں کا مطالعہ کرنا ہوگا ورنہ ہم بدترین علمی خیالات کے مسلسل مرتکب ہوتے رہیں گے۔ بعض حضرات کا اصل مسئلہ یہی ہے کہ یہ حضرات جدید مغربی فلسفے کے ذیلی علوم جدید سائنس اور سوشل سائنس اور کافرانہ علم کے نئے دریچے سے ناواقف ہیں لہذا مغربی اصطلاحات اور نظریات کے نامکمل، غیر علمی اور غیر مصدقہ ترجمے کر کے ان کو خواہ مخواہ اسلامی سمجھنے لگتے ہیں ویسے بھی اصطلاحات کا ترجمہ کسی دوسری زبان میں ممکن نہیں خصوصاً وہ اصطلاحات جو خاص تاریخ، تہذیب، ثقافت اور مابعد الطبیعات سے نکلی ہوں جیسے ''عدت'' کا ترجمہ ناممکن ہے لیکن ایک ان پڑھ مسلمان بھی اس اصطلاح کے تمام مفاہیم ایک لمحے میں جان سکتا ہے کہ اس اصطلاح کیلئے جو علم درکار ہے وہ اسکی عملی زندگی کا تجربہ ہے یہ تجربہ وہ اپنی تاریخ وتہذیب میں زندہ تجربے کے طور پر برتتا ہے لہذا علم کے بغیر وہ عامل کامل ہوتا ہے۔ ابھی تک بعض کے خیال میں سرمایہ داری میں ذاتی ملکیت ہوتی ہے حالانکہ سرمایہ داری اور اشتراکیت میں جو خود سرمایہ داری کی بدترین شکل ہے ذاتی ملکیت تو باقی ہی نہیں رہتی۔ سرمایہ داری میں ایک شخص قانون املاک کی ذمہ داری سنبھال لیتا ہے حصص یافتگان ہوتے ہیں سرمایہ ان کا غلام نہیں ہوتا بلکہ یہ سرمایے کے غلام ہوتے ہیں جبکہ اشتراکیت میں سرمایہ ریاست کی ملکیت ہوتا ہے لہذا سرمایہ داری اور اسکی دوسری شکل سوشلزم وکمیونزم میں بھی نجی ملکیت باقی ہی نہیں رہتی۔ بڑی بڑی کمپنیوں کے ادغام (Merger) اس کا ثبوت ہیں جدید اصطلاحات مغربی کو سمجھنے کیلئے فی الحال

Development Dictionary کا مطالعہ کیا جائے۔

رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ مومن اپنے زمانے سے واقف ہوتا ہے۔حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے کہ وہ شخص دین کی کڑیاں بکھیر دے گا جو جاہلیت کی حقیقت سے ناواقف ہو۔اس لئے جدید دنیا میں جدید مغربی فلسفے اور جدید سائنس اور سوشل سائنس سے واقفیت کے بغیر ان کا فرانہ علوم کی اسلام کاری کی تحریک زور شور سے چل رہی ہیں۔اس تحریک کے چلانے والے مغرب کے علوم، فنون، فلسفہ سے سرسری طور پر آگاہ نہیں۔مغرب کے فہم سے محروم یہ مفکریں تاریخ بلوچستان کے اہم کردار عیدو کی طرح کا کردار ادا کر رہے ہیں یہ عیدو کون تھا ''تاریخ بلوچستان'' میں کچھ اس طرح درج ہے ''جب ان سرحدی بلوچوں کی حریت پسندی خطرناک حد تک تمام علاقے میں پھیل گئی تو فروری ۱۹۱۶ء میں انگریزوں نے جنرل ڈائر بھیجا تا کہ سرحدی بلوچوں کو کچل دے یہ جنرل ڈائر وہی ظالم ہے جس نے بعدازاں جلیانوالہ باغ میں ہندوؤں، مسلمانوں اور سکھوں کا قتل عام کرایا، ڈائر نے ''کچو'' کے مقام پر پہنچ کر بلوچ سرداروں سے ہتھیار ڈالنے کا مطالبہ کیا لیکن انہوں نے اس مطالبے کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیا۔ڈائر ایک تجربہ کار اور مکار انگریز جنرل کی حیثیت سے بخوبی اندازہ لگا چکا تھا کہ اس کوہستان جس کی چپہ چپہ زمین سے دشمن واقف ہے براہ راست مقابلے کی دعوت دینا انگریز سپاہی کی تباہی و بربادی کا سبب بن سکتا ہے چنانچہ اس نے بلوچوں کی مجموعی طاقت سے ٹکرانے کی بجائے ان میں خوف وہراس بدنظمی اور انتشار پھیلانے کی تجویز سوچ لیں۔ڈائر نے مشاق اور ہوشیار جاسوسوں کے پروپیگنڈے سے بلوچوں کو انگریزوں کی پانچ ہزار مسلح فوج اور بہت بڑے توپ خانے اور جنرل ڈائر کی ''موٹر'' کی ہیبت ناک داستانیں سنا کر ڈرانا چاہا۔یہاں کسی نے موٹر کار نہیں دیکھی تھی۔اسلئے جاہل خانہ بدوش اور جنگلی بلوچ قبائل موٹر دیکھ کر بھاگ اٹھتے ان میں جو زیادہ سمجھدار تھے وہ موٹر کو خطرناک جنگی مشین خیال کرتے تھے اور اس کے مقابلے میں آنے سے گھبراتے تھے جنرل ڈائر نے اپنے دو انگریز افسروں اور عیدو نامی بلوچ رہبر کیساتھ کوہستان میں کاروانوں کے راستے پر دوڑائی، راستے میں جہاں کہیں خانہ بدوش نظر آتے موٹر ٹھہرائی جاتی عیدو ان کے پاس جاتا اور موٹر کی شکل وصورت، برق رفتاری نظر آتی اور ہولناکی کے ایسے ایسے من گھڑت قصے بیان کرتا کہ بلوچوں پر سکتے کی سی کیفیت طاری ہوجاتی۔موٹر کے ریڈی ایٹر کیساتھ سوراخ دکھا کر عیدو بلوچوں سے کہتا کہ ہر سوراخ بندوق کی نالی ہے اور ایک بٹن دباتے ہی ان میں سے ہزاروں سنساتی ہوئی گولیاں نکل کر مینہ کی طرح دشمن پر برسنے لگتی ہیں۔عیدو انہیں موٹر کی بتیاں دکھا کر کہتا کہ یہ اسکی دوربین کی آنکھیں ہیں دشمن کہیں بھی اور کتنی ہی ہوشیاری سے چھپا ہوا ہو یہ آنکھیں اسے ڈھونڈ نکالتی ہیں اور پھر اس پر گولیاں برسا کر اسے ختم کر دیتی ہیں، عیدو نہایت ذہین اور طرار بلوچ تھا اسی قسم کی بیسیوں داستانیں گھڑ کر ان کے ہوش اڑاتا۔عیدو کا پروپیگنڈہ کوہستانوں اور وادیوں میں آگ کی طرح (بقیہ صفحہ نمبر ۶۳ پر)